میر عبدالجلیل بلگرامی

از جناب مولوی عبدالمالک صاحب آروی

مضمون ذیل ایک صاحب کے سوال کے جواب میں ہے جو اُنھوں نے میر عبدالجلیل صاحب بلگرامی کے حالات سے متعلق کیا تھا۔ ذیل میں سوال و جواب دونوں درج کئے جاتے ہیں۔ "مدیر"

مکرمی مولوی صاحب محترم دام لطفہٗ۔ السلام علیکم۔

میں سید عبدالجلیل بلگرامی اور سید غلام علی آزاد بلگرامی کے حالات زندگی اور اُن کے آثار شعریہ سے واقف ہونا چاہتا ہوں۔ کیا آپ براہ کرم مجھے مطلع فرمانے کی زحمت گوارا فرمائینگے کہ میں اس مقصد میں کس طریقہ سے کامیاب ہو سکتا ہوں۔

کیا ان حضرات کا عربی کلام مطبوعہ شکل میں یا کم ازکم مدوّن صورت میں باقی ہے؟ اگر ہے تو کہاں ہے اور کس طرح سے میں اُسے حاصل کر سکتا ہوں اور اُن کے حالاتِ زندگی کیا سیر و تذکرہ کی کتابوں میں مل سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کن کن کتابوں میں؟ ان کے نام وغیرہ بھی ضرور تحریر کیجیے۔

چونکہ آپ خود عربی ادبیات میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں جس کا ثبوت آپ کے اُن بلند پایہ اور محققانہ مضامین سے ملتا ہے جو ۱۹۲۵ء سے اب تک وقتاً فوقتاً شائع ہو چکے ہیں۔ اس لیے یہ ناممکن ہے کہ آپ کو ان حضرات کے حالاتِ زندگی اور کمالات علمی سے واقفیت نہ ہو۔ علاوہ بریں آپ کا وطن بھی اُسی سرزمین میں واقع ہے جو ان بزرگوں کے ناد بوم سے شاید بالکل قریب ہے یا کم ازکم وحدت جغرافی سے تو خارج نہیں لہٰذا انسبتاً آپ کی معلومات اس موضوع پر بہت وسیع ہونگی۔ اسی بنا پر میں نے آپ کو تکلیف دی ہے۔ اُمید کہ

آپ براہ کرم ضرور اپنے گرانقدر معلومات سے مجھے مستفید فرمائینگے۔

ان حضرات کے علاوہ اور عربی زبان کے ہندی نژاد شعراء کا حال آپ کو معلوم ہو تو اُس سے بھی ضرور مطلع کیجیے، میں بہت ممنون ہونگا۔ فقط و السلام۔

سید ذکی الدین

میر عبدالجلیل بلگرامی (مولود ۱۰۷۱ھ متوفی ۱۱۳۸ھ) اور غلام علی آزاد (مولود ۱۱۱۶ھ) کے حالات زندگی اور مجموعۂ کلام کے متعلق آپ نے تفتیش کی ہے مجھے وطنی اعتبار سے اساتذۂ بالا سے اتنی ہی دوری ہے جتنی آپ کے مدراس کو بمبئی سے بُعد ہے۔ میر عبدالجلیل کی زندگی کا بیشتر حصہ بلگرام (یوپی) پھر گجرات، اور اس کے بعد سیوستان (سندھ) اور دہلی میں گذرا۔ عالمگیر کے عہد میں وہ وقائع نگاری اور بخشی گری کے عہدہ پر فائز تھے اس کے بعد عہد بعہد وہ حکومت مغلیہ میں معزز عہدہ پر فائز رہے، فرخ سیر کے عہد میں آپ گوشہ نشین ہو گئے۔ میر عبدالجلیل صاحب نے حدیث سید مبارک حسین بلگرامی سے پڑھی، وہ شیخ نورالحق دہلوی ابن شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے شاگرد تھے، اس کے بعد تفسیر و حدیث، سیر و اسماء الرجال، تاریخ عرب و عجم غلام نقشبند لکھنوی سے پڑھی السنہ اربعہ عربی، فارسی، ترکی، ہندی میں یدطولیٰ رکھتے تھے، اور نہ صرف ان چاروں زبانوں کے ماہر تھے بلکہ ان میں بے تکلف فصیح گفتگو کرتے تھے، اور نظمیں لکھا کرتے تھے، لغات و حساب میں بھی مہارت تھی، بہت بڑے ادیب و شاعر تھے۔ چنانچہ آپ کے نواسہ آزاد بلگرامی نے آپ کے عربی کلام کا اقتباس "سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان" میں دیا ہے۔ ہندی اشعار کا انتخاب آزاد نے اپنے فارسی تذکرے "سرو آزاد" میں درج کیا ہے، آپ کے حالات آزاد نے اپنی عربی تصنیفات "سبحۃ المرجان" اور "تسلیۃ الفواد" میں درج کیے ہیں۔ میر جلیل کی تصنیفات کا استقصار کرنا اس وقت مشکل ہے، ان کے ایک علمی اکتشاف "دلیل ہندسی علی ابطال جزء لایتجزیٰ" کا تذکرہ آزاد نے "سبحۃ المرجان" میں کیا ہے، آپ کی ایک فارسی مثنوی عرصہ ہوا "کتب خانہ حیدری آرہ" میں نظر سے گذری تھی، تصنیفات کا پتہ آپ کو کواتھ لائبریری (ذریعہ جان محمد بلگرامی) مل سکیگا۔ "کواتھ" آرہ کی متصل

ایک گاؤں ہے، یہیں سادات واسطی کی مختصر سی آبادی ہے، یہاں بہت ہی اہم لائبریری ہے، اس میں نایاب اور نادر مخطوطات عربی و فارسی کا مجموعہ ملیگا، یہیں آپ کو میر جلیل اور آزاد کی تقریباً کل کتابیں مل سکتی ہیں۔ آزاد کے حالات تو عہد محمد شاہی کے تمام تذکروں میں ملینگے وہ والہ داغستانی (مصنف تذکرہ ریاض الشعراء) خان آرزو (مصنف مجمع النفائس) اور حزیں لاہجی (متوفی ۱۱۸۰ھ) کے معاصر ہیں۔ حزیں نے اپنے ہاتھ سے اشعار لکھ کر آزاد کی خدمت میں روانہ کئے، اس کا تذکرہ آزاد نے "ید بیضا" میں کیا ہے۔ آزاد سے شفیق دکنی (مصنف چمنستان شعرا) کو بڑی عقیدت تھی، چنانچہ شفیق نے "چمنستان" میں جہاں جہاں پیر و مرشد کہا ہے اس سے مراد آزاد ہی کی ذات ہے، آزاد نے مختلف اساتذہ سے استفادہ کیا سید طفیل محمد بلگرامی سے لغت و سیر اور سند حدیث حاصل کی اپنے نانا میر جلیل سے حدیث، اور عربی اور فارسی شاعری کی تعلیم حاصل کی، ادب، عروض و قوافی کی تحصیل اپنے ماموں سید محمد بلگرامی سے کی سید لطف اللہ چشتی سے بیعت کی ۱۱۵۰ھ میں سفر بیت اللہ کیا، مدینہ میں شیخ محمد حیات سندی مدنی سے صحیح بخاری پڑھی، اور صحاح ستہ وغیرہ کی اجازت لی، پھر شیخ عبدالوہاب طنطاوی مصری (متوفی ۱۱۵۷ھ) سے احادیث کے متعلق بہت سے فوائد حاصل کیے آزاد کے عربی دواوین کا ایک کرم خوردہ قلمی نسخہ آرہ کے ایک کتب خانہ (مولوی عبدالحکیم صاحب ایڈیٹر "آفتاب عالم") میں موجود ہے، "سبحۃ المرجان" میں خود آزاد نے اپنی تصنیفات کی ایک فہرست دی ہے، لیکن یہ فہرست نامکمل ہے۔ چونکہ سبحۃ المرجان کی تاریخ تالیف ۱۱۷۷ھ ہے آزاد کی تصنیفات جو سبحۃ المرجان میں مذکور ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

ضوء الدراری شرح صحیح البخاری۔ یہ شروع سے لے کر کتاب الزکوٰۃ کے آخر تک صحیح بخاری کی شرح ہے،

تسلیۃ الفؤاد۔ اس میں آزاد کے قصائد اور بعض فوائد علمیہ درج ہیں اسی کے ساتھ علماء

کے حالات ہیں اسی میں اپنے نانا میر جلیل کی سوانح حیات درج کی ہے۔

عربی میں دو دیوان ۔ ان کو انھوں نے مدینہ منورہ بھیجا تاکہ "روضہ خضرا" میں تبرکاً آویزاں کئے جائیں دونوں دیوانوں میں تین ہزار اشعار ہیں۔

سبحۃ المرجان ۔ اس کے متعلق سطور بالا میں مختصراً لکھا جا چکا یہ کتاب آزاد کے کمالات علمیہ کا آئینہ ہے، اس سے تاریخ، ادب، لغت، حدیث وغیرہ تمام فنون پر ان کی دستگاہ کا حال معلوم ہوگا

غزلان الهند ۔ اس کتاب کی تاریخ مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادی نے اپنی کتاب قسطاس البلاغۃ میں کہی ہے، ۱۲۶۲ھ میں حسرت حج کو گئے تھے، سبحۃ المرجان میں اس کتاب کا تذکرہ نہیں پایا جاتا،

مذکورہ بالا کتب تو عربی میں ہیں فارسی میں ان کی مفصلہ ذیل تصنیفات ہیں۔

ید بیضا، سرو آزاد، خزانۂ عامرہ ۔ یہ تینوں فارسی تذکرے ہیں۔ ان میں انھوں نے ایران توران اور ہندوستان کے فارسی شعراء کا تذکرہ لکھا ہے۔

"روضۃ الاولیاء" اس میں بعض اولیاء اللہ کے حالات ہیں۔

"مآثر الکرام تاریخ بلگرام" اس میں اپنے وطن بلگرام کے اولیاء، علماء اور شعراء کے حالات درج کئے ہیں۔

"دیوان فارسی" ان کے فارسی کلام کا مجموعہ ہے۔

"سبحۃ المرجان" کے اندر انھوں نے مسعود سلمان لاہوری کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ میرے دو دیوان عربی میں ہیں، ایک فارسی میں ہے، اور ہر چند ہندی میں میرا دیوان نہیں لیکن میں ہندی شاعری کے دقائق و نکات سے بہرۂ وافی رکھتا ہوں۔

خیر یہ تو آپ کے اس سوال کا جواب ہے جو جلیل اور آزاد کے متعلق آپ نے کیا تھا، ہندستان کے عربی شعراء کے حالات اور ان کا کلام متفرق ہے۔ ابھی تک کوئی تذکرہ ایسا مرتب نہیں ہوا جس میں ایک جگہ

ہندوستان کے عربی شعراء کا حال معلوم ہو، سبحۃ المرجان، سروِ آزاد اور مآثر الکرام وغیرہ کا مطالعہ کیجیے آپ کو اس سلسلہ میں بڑی مدد ملیگی۔ ہندوستان میں "عربی زبان کی ترقی" بہت اہم اور تحقیق طلب عنوان ہے۔ پنجاب، یو۔پی، سندھ اور بہار میں زبان عربی کے بڑے بڑے جید علماء پیدا ہوئے۔ مسعود بن سعد بن سلمان لاہوری عربی زبان کے بہت بڑے شاعر تھے۔ عربی، فارسی اور ہندی میں ان کے تین دیوان ہیں یہ چھٹی صدی ہجری میں گذرے ہیں۔

فیضی کی سواطع الالہام جو بقول تقی اوحدی (مؤلف تذکرہ عرفات العاشقین) نصف قرآن کی تفسیر ہے۔ زبان عربی کا ایک ایسا معجزہ ہے جس پر ہندوستان جتنا بھی فخر کرے بجا ہے، یہ کتاب بقول محمد علی خاں (صاحب بحر مواج) اکبر کے جلوس کے انتالیس سال یعنی ۱۰۰۲ھ میں تمام ہوئی۔ اس میں یہ التزام رکھا گیا ہے کہ الفاظ بے نقط استعمال ہوئے ہیں، اسی طرح فیضی کی دوسری کتاب "موارد الکلم" جو فلسفۂ اخلاق (Ethics) پر ہے، عربی زبان کی ایک خاص چیز ہے، اس میں بھی بے نقط کے الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ خانِ آرزو کا بیان ہے کہ اس کا خاتمہ تمام نقطہ دار الفاظ پر ہوا ہے ان کتب سے پتہ چلتا ہے کہ عربی زبان پر فیضی کو کس قدر عبور تھا۔